www.pildat.org

کیس سٹڈی

ملحقہ ریاستوں کے مابین بین الریاستی آبی تنازعہ

بھارت کے دریائے کاویری کا مقدمہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

کیس سٹڈی

ملحقہ ریاستوں کے مابین بین الریاستی آبی تنازعہ

بھارت کے دریائے کاویری کا مقدمہ

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلا منافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔ پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت:۔ ری 2011

آئی ایس بی این 978-969-558-200-5

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ناشر

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان

رجسٹرڈ آفس: M-172، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور، پاکستان

ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)

E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ

اختصارئے اور سرنامیئے

مصنفین کا تعارف

۱۔ تعارف اور زمینی و آبی پس منظر 09

۲۔ تنازعہ کی وضاحت 11

۳۔ تنازعہ کا تاریخی پس منظر 12

۴۔ آئین، قانونی اور بین الاقوامی تناظر 12

۵۔ سیاسی تناظر 14

۶۔ تنازعے کو حل کرنے کی کوششیں 14

۷۔ کئی شراکت داروں کے درمیان گفت شنید اور۔۔۔۔خاندان کی کہانی

- MSD کے مقاصد 16
- جاری عمل میں شمولیت 18
- اس کا کیا حل ہونا چاہیے 18
- حصول 18
- حاصل شدہ سبق 19

۸۔ نتائج 19

فہرست جدول اور اشکال

شکل نمبر۔۱ کاویری طاس کا نظریہ۔ 09

جدول نمبر۔۱ کاویری طاس میں پیداوار 1934-72 09

ضمعیہ جات

ضمیہ نمبر۔۱ کاویری تنازع کے حل کے لیے عدالتی کمیشن

اختصارے اور سرنامیے

اے سی ای ACE	ایسوسی ایٹڈ کنسلٹنگ انجینئرنگ
سی آر اے CRA	کاویری ریور اتھارٹی
سی ڈبلیو ڈی ٹی DWDT	کاویری واٹر ڈسپیوٹس ٹریبونل
جی ڈبلیو پی۔ایس اے ایس GWP-SAS	گلوبل واٹر پارٹنرشپ۔ساؤتھ ایشیاء
آئی ڈی ایس IDS	انسٹی ٹیوٹ فار ڈویلپمنٹ سٹڈیز
آئی ایس ڈبلیو ڈی ISWD	انٹر۔سٹیٹ واٹر ڈسپیوٹس
ایم آئی ڈی ایس MIDS	مدراس انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ سٹڈیز
ایم پی MP	ممبر آف پارلیمنٹ
ایم ایس ڈی MSD	ملٹی سٹیک ہولڈرز ڈائیلاگ
این جی او NGO	نان گورنمنٹ آرگنائزیشن
ایس سی SC	سپریم کورٹ
ایس او پی پی ای سی او ایم SOPPECOM	سوسائٹی فار پروموٹنگ پارٹیسی پیٹیوا یکوسسٹم مینجمنٹ
ایس پی ایل SPL	سپیشل لیو پٹیشن
ٹی ایم سی TMC	تھاؤزینڈ ملین کیوبکس
یو این ڈی پی UNDP	یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام
ڈبلیو ای اے پی WEAP	واٹر ایویلیوایشن اینڈ پلاننگ سسٹم

پیش لفظ

پاکستان کے وفاق کے مختلف حصوں میں دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم اور ترقی کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔اس حقیقت کے باوجود کہ صوبوں نے 1991ء میں ایک انتہائی اہم پانی کے معاہدے پر دستخط کیے تھے،تشریح پر اختلافات کی وجہ سے سندھ پر پانی کے ذخائر کی تعمیر اور ہائیڈروالیکٹرک پراجیکٹس کی ترقی کے منصوبے جمود کا شکار ہیں۔اس قسم کے تنازعات صرف پاکستان سے مخصوص نہیں بلکہ جب بھی کوئی دریا مختلف ملکوں یا مختلف ریاستوں سے گزرتا ہے تو بالائی اور نشیبی ملحقہ علاقوں کے درمیان عام طور پر اسی قسم کے اختلافات ہوتے ہیں۔

پاکستان میں بین الصوبائی آبی اختلافات کا مطالعہ کرتے ہوئے اور مختلف شراکت داروں میں مکالمے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے پلڈاٹ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ پاکستان سے باہر بھی اسی قسم کے بین الریاستی تنازعات کو دیکھا جائے اور یہ سیکھنے کی کوشش کی جائے کہ اس ملک یا ملک کے مختلف حصوں نے کس طرح اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔مقصد یہ تھا کہ ہماری ہی طرح کے دوسرے کیسوں سے یہ سیکھا جائے کہ بین الریاستی یا بین الصوبائی آبی مسائل کو کس طرح حل کیا جاتا ہے۔

اس پس منظر میں پلڈاٹ نے بھارت کے جناب کے جے جوائے اور ایس جانکاراجن سے درخواست کی کہ بھارت میں کسی بین الریاستی (بھارت کی ریاستیں پاکستان کے صوبوں کے برابر ہیں) آبی تنازعے کو اور اس کے حل کے لیے کی جانے والی کوششوں کو پیش کریں۔بھارت کے ان نمایاں ماہرین نے مہربانی فرماتے ہوئے ایک کیس سٹڈی لکھنے پر رضامندی ظاہر کی جس کا عنوان ہے۔ ملحقہ ریاستوں کے مابین بین الریاستی آبی تنازعہ''بھارت کے دریائے کاویری کا مقدمہ'' پر ایک انتہائی دلچسپ سٹڈی ہے۔اگرچہ یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا تاہم اس کیس سے کئی سبق سیکھے جاسکتے ہیں۔پاکستان اور بھارت کے سماجی و معاشی حالات کے درمیان مشابہت کی وجہ سے بھی یہ کیس سٹڈی نہ صرف انتہائی متعلقہ ہے بلکہ انتہائی مفید بھی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اس کیس سٹڈی سے پاکستان کے بین الصوبائی آبی تنازعات کو وسیع تناظر میں دیکھنے میں مدد ملے گی۔اور اس بھارتی کیس سٹڈی سے پاکستان ماہرین اور شراکت دار کئی مفید اسباق حاصل کرسکیں گے۔

اظہار تشکر۔

پلڈاٹ انتہائی شکر گزار ہے جناب کے جے جوائے اور جناب ایس جنکاراجن کی خدمات کا جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اس شاندار کیس سٹڈی کے لیے دیں۔پلڈاٹ شکر گزار ہے جناب سردار محمد طارق (سابقہ ممبر واپڈا، علاقائی سربراہ گلوبل واٹر پارٹنرشپ برائے جنوبی ایشیاء (GWP-SAS)، جناب امجد آغا (صدر ایسوسی ایٹ کنسلٹنٹ) اور جناب شمس الملک (سابقہ وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختون خواہ اور سابقہ چیئر مین واپڈا) کا کہ انہوں نے اس کیس سٹڈی پر نظر ثانی کی اور اپنے مفید تبصروں سے نوازا جس کی وجہ سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوا۔جناب جوائے اور جناب جنکاراجن نے ان تبصروں اور پلڈاٹ کے اپنے ریویو کے نتیجے میں حاصل ہونے والے کمنٹس کو اس سٹڈی میں شامل کیا اور ان تبصروں کو بھی جو سردار طارق صاحب کی طرف سے آئے۔

پلڈاٹ برطانوی ھائی کمیشن کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے اس پراجیکٹ کے لیے معاونت فراہم کی جس کا مقصد ان بین الصوبائی آبائی تنازعات کا بہتر تفہیم ہے جو کہ ان تنازعات کے حل کی طرف پہلا قدم ہے یہ سٹڈی بھی اسی پراجیکٹ کا ایک اہم آؤٹ پٹ ہے۔

اظہار لاتعلقی

مصنفین اور پلڈاٹ نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس سٹڈی کے مندرجات حقیقت کے مطابق ہوں۔تاہم مصنفین اور پلڈاٹ کسی بھی اس فروگزاشت کے لیے ذمہ دار نہ ہوں گے جو کہ غیر ارادی ہو۔اس دستاویز کے مندرجات پلڈاٹ اور برطانوی ہائی کمیشن اسلام آباد کے نظریات کی عکاسی نہیں کرتے۔

اسلام آباد جنوری۔ 2011

مصنفین کا تعارف

جناب ایس جنکا راجن جو کہ آجکل مدراس انسٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ سٹڈیز میں اکنامکس کے پروفیسر ہیں نے مدارس یونیورسٹی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کیا۔انہوں ڈاکٹریٹ کے بعد کارنل یونیورسٹی امریکا میں 1993ء میں کام کیا اور اس کے بعد ایک سال آکسفورڈ یونیورسٹی میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے گزارا۔انہیں زرعی مارکیٹوں، زرعی اداروں، پانی اور ماحول، ماحولیاتی تبدیلیوں اور اثرات،شہری اور نیم شہری علاقوں کے مسائل ،آبی تنازعات اور ان کے تصفیئے ،ساحلی علاقوں کے مسائل اور دریائی علاقوں کے موضوعات پر مہارت حاصل ہے۔انہوں نے کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔قومی اور بین الاقوامی جرائد میں مضامین تحریر کیے ہیں اور قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں کئی پیپرز پیش کیے ہیں۔وہ کاویری فیملی نامی ایک غیر سرکاری تنظیم کے مصنف کے اور کنونیئر بھی ہے جس کو اس طویل اور تلخ بین الریاستی تنازعے کے حل کے لیے ٹریک ٹو طریقہ کار بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب کے جے جوائے سوسائٹی فار پرموٹنگ پارٹیسپٹو ایکوسسٹم منیجمنٹ کے سینئر رکن ہیں۔وہ آبی تنازعات پر پچھلے دو عشروں سے کام کر رہے ہیں اور NRM کے عوامی اداروں میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔

عوامی اور پالیسی کی سطح پر قحط اور قحط کی تیاری، آبپاشی کی شراکتی انتظام کاری، دریائی تاس کی انتظام کاری اور شراکت داری کا عمل کے موضوعات میں وہ دلچسپی اور مہارت رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ وہ پانی کے ذخائر کی ترقی آبی تنازعات اور عوامی تحریکوں میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔

تعارف اورآبی وزمینی تناظر

دریائے کاویری جوکہ ایک بین الریاستی دریا ہے کو بھارت کے دریائی پانی والے علاقوں میں زندگی کی لکیر سمجھا جاتا ہے- کرناٹکا، تامل ناڈو، کیرالہ اور پانڈیچری دریائے کاویری کے پانی پر اپنا حق جتاتے ہیں ان میں سے کرناٹکا اور تامل ناڈو اس کے پانی سے زیادہ ملحقہ ہیں اور اس مقابلے میں اولین حیثیت رکھتے ہیں- دریائے کاویری کا پھیلاؤ کا علاقہ 87,000 کلومیٹر ہے جو کہ کل بھارت کا 2.7 فیصد بنتا ہے- یہ پھیلاؤ کرناٹکہ کا 36,240 کلومیٹر کا علاقہ اور 48,730 کلومیٹر تامل ناڈو کا احاطہ کرتا ہے- ہارنگی، ہیماواتھی، شمشا، ارکاواتھی، لکشمنا تھرتھا اور سورناواتھی نمایاں ذیلی دریا ہیں جو کرناٹکا اور امراواتھی میں دریائے کاویری سے مل رہے ہیں- بھوانی، نوئل اور کوداگونارو، تامل ناڈو میں کاویری کی نمایاں ذیلی دریا ہیں - کبانی کیرالہ کا نمایاں ذیلی دریا ہے- دریا پر نمایاں تعمیر اور منصوبوں میں کرشنا راجہ ساگر ڈیم (جو کہ 1931 میں کرناٹکا کے شہر میسور کے نزدیک تعمیر ہوا)، کرناٹکا میں سواسمدرم کے نزدیک پن بجلی کا منصوبہ ، میٹور کے پانی کا ذخیرہ (جو تامل ناڈو میں 1934 میں تعمیر ہوا) اور عظیم اینی کٹ (جو کہ 2000 سال قبل تامل ناڈو میں کولا کے دور کے آخری دور میں تعمیر ہوا) - یہ دریا جنوبی تامل ناڈو کے ساحل میں خلیج بنگال پر پہنچنے سے پہلے 800 کلومیٹر تک بہتا ہے (نقشہ ملاحظہ ہو)

دریا کے پھیلاؤ کے سارے حصے کے 75 فیصد حصے کا انحصار 1934 سے لے کر 1972 تک 670 ہزار مکعب فٹ پانی پر تھا- اس کی 50 فیصد اور 75 فیصد ریاستی تقسیم مندرجہ ذیل جدول 1 میں ہے-

دریائے کاویری زمانہ حاضر میں انتہائی متنازعہ اور عدالتی جھگڑوں والے دریاؤں میں ایک ہے- مون سون کے نہ ہونے سے پانی سے ملحقہ ریاستوں کرناٹکا اور تامل ناڈو میں اختلاف شدت اختیار کر جاتا ہے-

شکل نمبر- ا کاویری طاس کا نظریہ-

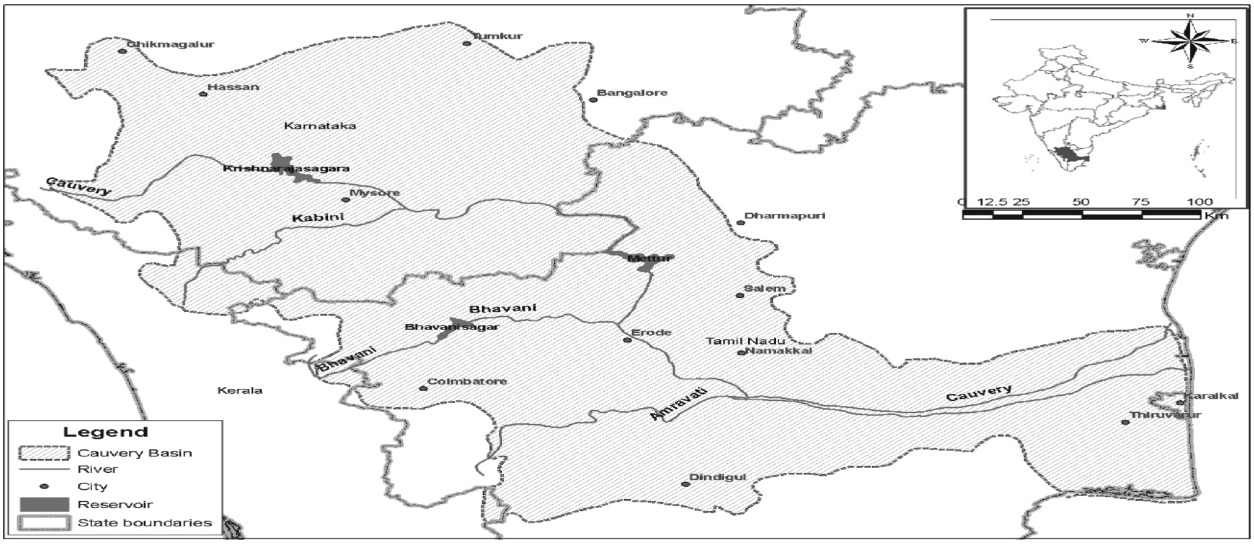

جدول نمبر-ا کاویری طاس میں پیداوار 1934-72

ریاست	پیداوار (50% TMC ft)	پیداوار 75% TMC (ft)
کرناٹکہ	392 (53%)	355 (53%)
تامل ناڈو + پھودیچری	222 (30%)	201 (30%)
کیرلہ	126 (17%)	114 (17%)
ٹوٹل	740 (100%)	670 (100%)

حوالہ: کاویری تنازع کے حل کے لیے عدالتی کمیشن

ماضی کے کئی پریشان کن سالوں میں دونوں ریاستوں کے درمیان بے چینی اور دباؤ کی کیفیت تشدد کا باعث بنی ہیں- اس کی سب سے بری حالت دسمبر 1991 میں دیکھی گئی جب ہزاروں کی تعداد میں تامل آبادی اوران کی املاک کرناٹکا کے حملے کا اصل ہدف بنیں- ان کشیدہ حالات میں کمی لانے میں عدالت صرف کسی حدتک ہی کامیاب ہوسکی - 2002 اور 2003 کے پریشان کن زرعی موسم میں سپریم کورٹ نے کرناٹکا حکومت کو 0.8 TMC فٹ تامل ریاست کو پانی دینے کا جو حکم نامہ جاری کیا جو کہ تقریبا ایک آئینی بحران کا پیش خیمہ ثابت ہوا- بھارت میں ریاستوں کے مابین پانی کے تنازعات کی اس طرح کی کوئی تاریخی مثال نہیں ملتی - سپریم کورٹ کے مضبوط اقدام کی وجہ سے کرناٹکا کے وزیراعلی نے نہ صرف سپریم کورٹ کا فیصلہ نہ ماننے کی معافی مانگی بلکہ مطلوبہ ریاست کو پانی بھی فراہم کر دیا - بظاہر سپریم کورٹ نے پانی چھوڑنے کا حکم 28 اکتوبر 2003 رات ایک بجے جاری کیا اور پشتے کو ایک بج کر پچپن منٹ پر کھولا گیا- کرناٹکا کے وزیراعلی نے کاویری کے دھانے پر واقع کسانوں کے بھرپور احتجاج کے باوجود یہ فیصلہ کیا - بہت سے طبقات نے سکھ کا سانس لیا- خصوصا دونوں ریاستوں کے متعلقہ شہریوں کی طرف سے- اس لئے نہیں کہ تامل ناڈو کہ کووری کسانوں کی فصلیں اس پانی کی وجہ سے بچ جائیں گی بلکہ زیادہ اس وجہ سے کہ ایک نمایاں آئینی بحران ٹل گیا - تاہم کسانوں کے ایک بڑے پرتشدد احتجاج کی وجہ سے سرکاری املاک کو بہت بڑا نقصان پہنچا- درحقیقت کرناٹکا حکومت کو کرناٹکا کے مندیہ ضلع میں کرفیو نافذ کرنا پڑا- مندیہ پارلیمنٹ کے کانگریس ممبر نے تو اپنا استعفی بھی بھیج دیا- کرناٹکا اور تامل ناڈو کے درمیان ایک لمبے اور طویل بحث ومباحثہ کے تنازعے کا اگر دانشمندانہ تجزیہ کیا جائے تو وہ ان دونوں کی ایک دوسرے پر بے اعتمادی کو ظاہر کرتا ہے- کرناٹکا جو کہ کاویری کے پانی کے منصوبے میں بعد میں شامل ہوا وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس کے پانی کے جائز استعمال پر سوال اٹھایا گیا تھا-

دوسری طرف تامل ناڈو کی ایک بہت پرانی اور تیزی سے بدلتی ہوئی تاریخ ہے- کاویری دریا کے دھانے پر آبپاشی کی ترقی کے اختیار میں اور نیچے پانی کے ساتھ جڑی ریاست ہوتے ہوئے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو نشانہ بنایا گیا- حقیقتا اور اشارتا یہ صورت حال مزید خراب ہوئی اس لئے کہ اس کو سیلاب، خشک سالی اور ماحولیاتی آلودگی کا سامنا کرنا پڑا- لیکن یہ ساری چیزیں اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتیں کہ دونوں ریاستوں میں خوراک کی پیداوار کا انحصار ان ریاستوں میں موجود ڈیموں میں پانی پر ہے اور نتیجہ تن دریا سے ملحقہ لاکھوں لوگوں کی روزی کا انحصار اس دریا کے پانی کے پھیلاؤ پر ہے- ہر وہ سال جس میں پانی کی قلت ہوتی ہے، تامل ناڈو اپنے آپ کو کرناٹکا حکومت کے رحم وکرم پر سمجھتی ہے- کرناٹکا سمجھتی ہے کہ جب اس کے کسانوں کے لئے بھی پانی نہیں ہوتا تو یہ کس طرح ممکن ہوگا کہ وہ کس نشیبی ریاست کو پانی فراہم کرے- تامل ناڈو حکومت نے اپنے نمایاں حق کے لئے سپریم کورٹ کو مداخلت کے لئے کہا ہے-

کاویری پانی کے تنازعہ کی خصوصی عدالت سے 1990 میں توقع تھی کہ وہ بھارتی آئین کے مطابق اس کا مسقل حل فراہم کرے گی - لیکن 1907 میں CWT کے فائنل ایوارڈ (جو کہ اس کے قیام کے 17 سال بعد پیش کیا گیا) کے اعلان کے بعد بھی اس کا کوئی دیرپا حل نہیں مل رہا- کیونکہ دونوں ریاستوں نے سپیشل لیو پٹیشن کے ساتھ سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے- لہذا بنیادی سوالات یہ ہیں-

کیا سپریم کورٹ کاویری جیسے بین الریاستی تنازعات کا کوئی دیرپا حل فراہم کرسکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ کیا ہمارے پاس اس موجودہ جمہوری فریم ورک میں اس تنازعہ کو حل کرنے کے اور بھی راستے ہیں؟

تنازعہ کی وضاحت

کاویری کے پانی کا تنازعہ بھارت کے دوسرے تمام بین الریاستی تنازعات مثلاً کرشنا، گوداوری، نرمدہ سے مختلف ہے۔ یہ تنازعات ممکنہ صلاحیت کے نامکمل استعمال کے گرد گھومتے ہیں۔لیکن کاویری کے معاملے میں یہ تنازعہ دریا میں موجود پانی کی شراکت کے بنیادی مسئلہ کے متعلق ہے۔ اور اس معاملے میں پانی کی موجود صلاحیت پہلے سے ہی مکمل استعمال شدہ تصور کی جاتی ہے۔اس سے دو معاملات جنم لیتے ہیں پہلا۔ کاویری کے پانی کے تنازعہ کا موازنہ نہ تو دوسرے بین الریاستی پانی کے تنازعات کے ساتھ کیا جانا چاہیے اور نہ ہوسکتا ہے۔ دوسرا، جو بھی صلاحیت دونوں ریاستوں نے متعین کی ہے اس کا دفاع کرنا چاہیے چاہے وہ بالائی ریاست میں ہو یا نشیبی میں۔اس ضمن میں کاویری کے پانی کا تنازعہ، پانی کی شراکت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ دریا کے پانی کے مشترکہ استعمال کا معاملہ ہے۔ (گوہان 1993)

جب بھی مون سون کی بارش نہیں ہوتی تو کرناٹکا اور تامل ناڈو کے درمیان تنازعہ پھر سے شروع ہوجاتا ہے۔بعض اوقات تو یہ پرتشدد بھی ہوجاتا ہے۔ بین الریاستی پانی کے تنازعہ کے معاملے میں زیادہ تر نشیبی ریاست متاثر ہوتی ہے۔

کرناٹکا کے مقابلے میں جیسا کہ پہلے وضاحت کی جاچکی ہے، کاویری کے پھیلاؤ میں آبپاشی پہلے اور تیزی سے شروع کی۔تامل ناڈو کے معاملہ میں نمایاں اضافہ پری میٹور کے 14.4 لاکھ ایکٹر کے علاقے میں مثلاً 3.2 لاکھ ایکٹر میٹور ڈیم کے بننے سے، 2.5 لاکھ ایکٹر پہلے پانچ سالہ منصوبے میں، 0.64 لاکھ ایکٹر دوسرے پانچ سالہ منصوبے میں، 4.47 لاکھ ایکٹر موجودہ کمانڈ ایریا کی توسیع کے طور پر۔لہذا تامل ناڈو کے مکمل 25.8 لاکھ ایکٹر کا علاقہ ایک لمبے عرصے میں تعمیر ہوا۔

۔جبکہ کرناٹکا تاس میں آبپاشی کی ترقی 1971 تک 4.42 لاکھ ایکٹر تھی اور یہ 1971 کے بعد نئے علاقوں میں آبپاشی کرنے کے لئے ہی ممکن ہوا کہ نئے منصوبے تشکیل دیئے گئے۔ ۔دوسرے لفظوں میں لاکھوں تامل ناڈو کے کسان اور بے زمین زرعی مزدوروں کی صدیوں تک کاویری کے پانی تک رسائی رہی ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ان کا طرز زندگی اور تہذیب وتمدن اور ذریعہ معاش کاویری کے گرد گھومتا ہے۔اس خطے میں اس قیمتی وسیلے سے ان کو کسی بھی طرح محروم کرنا اس علاقے کے زمینداروں کی بے چینی کے حالات پیدا کرنے کے علاوہ ایک بہت بڑے معاشی اور معاشرتی بحران کا پیش خیمہ ہوگا۔ اس ضمن میں ڈاکٹرائن آف پرائر اپروپریشن کو جاننا ضروری ہے جو کہ ایک بین الاقوامی پانی کے تنازعہ کے حل کا قانون ہے۔ اس نظریے کے مطابق جو پانی کو پہلے فائدے کے لئے استعمال کرے وہ اس کے استعمال کا پہلا حقدار ٹھرتا ہے۔ تاہم بھارتی خصوصی عدالتوں کے قوانین کے مطابق اور بین الاقوامی مضامین میں پرائر اپروپریشن کے قانون کو پانی کے استعمال میں اس طرح نہیں سمجھا گیا کہ اس کے سامنے پہلے کے قوانین غیرمؤثر ہوجائیں ۔اگرچہ اس قانون کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے۔(صفحہ 49، گوہان 1993) دوسری طرف اگر پانی سے جڑی بالائی ریاست کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ نشیبی ریاست کے پہلے سے جاری آبپاشی کے نظام کو نظرانداز کر کے بعد میں اپنا آبپاشی کا نظام بڑھائے ۔اس سے نہ صرف کشیدگی پیدا ہوتی ہے (جیسا کہ 1996 میں ہوا تھا جب ہزاروں تامل اور ان کی املاک کو کرناٹکا نے اپنے حملے کا نشانہ بنایا تھا) بلکہ معاش کے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔یہ معاملہ مستقبل میں اس طرح کی فضا پیدا کردے گا کہ ایک نشیبی ریاست بمشکل ہی پانی تک رسائی حاصل کرسکے گی۔ اسی لئے نشیبی ریاست کے تاریخی استعمال اور مفاد کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ بالائی ریاست کے پانی کے حق کو صرف اس وجہ

سے بھی بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ وہ شروع میں پانی کے وسائل کو ترقی اور استعمال میں نہ لا سکی ، چاہے اس کی جو بھی تاریخی وجوہات ہوں-

تاریخی تناظر اور تنازعہ

دور غلامی میں میسور اور مدراس کی حکومتیں 1892 اور 1924 کے معاہدوں میں شامل ہوئیں- 1892 کا معاہدہ بھارت کے چھوٹے بڑے دریاؤں کے پھیلاؤ سے متعلق ہے- 1924 کا معاہدہ میسور اور مدراس حکومتوں کی اتفاق رائے اس شرط پر تشکیل دیا گیا کہ میسور کر دونوں ریاستوں میں آبپاشی کو بڑھانے کے لئے کرشنا راجہ ساگر ڈیم بنائے گا جو کہ دریا کے پانی کو استعمال کر رہی ہیں جبکہ 1892 کا معاہدہ بین الریاستی دریاؤں سے متعلق ایک عام معاہدہ تھا اور 1924 کا معاہدہ ریاستوں کے مابین پانی کے پھیلاؤ سے آبپاشی کو بڑھانے کے لئے خصوصا دریائے کاویری سے متعلق تھا-

اور 1924 کے معاہدے ہمیشہ کے لئے ہیں- ان دونوں معاہدوں کا بنیادی مگر اہم اصول ہمیشہ واضح رہا کہ بالائی پانی کے بہاؤ پر کسی بھی تعمیر کی وجہ سے موجودہ زیریں حصے کی آبپاشی پر کبھی اثر نہ پڑے- اس بات کی شرط رکھی گئی کہ جب بھی بالائی بہاؤ پر کسی کام کا منصوبہ بنایا جائے گا تو زیریں بہاؤ والی ریاست کی حکومت کو قواعد وضوابط کے مطابق پہلے اعتماد میں لیا جائے گا کہ زیریں حصے کو آبپاشی کے لئے پانی میں کوئی کمی نہ ہوگی- اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ میسور ایسا کچھ نہیں کرے گا کہ جس سے پانی سے جڑی ریاست میں تاریخی اینی کٹ کو پانی کی روایتی رسد متاثر ہو- (کووری کے پانی کے تنازعہ کی عدالت کی 2007 کے فیصلے کے ساتھ رپورٹ) بظاہر تنازعہ کا اولین پس منظر 1892 اور 1924 کے معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کرناٹکا کا ، کاویری کی ریاستوں کے ساتھ چار نئے ڈیم تعمیر کرنا ہے-

جبکہ بھارتی حکومت اور سنٹرل واٹر کمیشن نے ان منصوبوں کی وضاحت نہیں کی اور نہ ہی پلاننگ کمیشن نے ان منصوبوں کی منظوری دیتے ہوئے کوئی مدد کی - کارناٹکا کی حکومت نے ان منصوبوں کو اپنے خرچ پر بغیر کسی منصوبے کے کیا- یہ چاروں منصوبے ہارنگی، کبانی، ہماواتھی اور سوارناواتھی 59.1 TMC پانی اور 13.25 لاکھ ایکٹر علاقے کو سیراب کرنے صلاحیت رکھتے ہیں- (کاویری کے پانی کے تنازعہ کی عدالت کی 2007 کے فیصلے کے ساتھ رپورٹ)

کرناٹکا کا مؤقف تھا کہ ریاست کو ماضی میں اس کو تعصب کا نشانہ بنائے جانے کی وجہ سے مسائل کا سامنا تھا- میسور کی ریاست (جو کہ بعد میں کرناٹکا کہلائی) میں آبپاشی کی ترقی کے لئے بنائے جانے والے تمام منصوبوں کو انگریز سرکار نے کامیابی سے تناؤ کی کیفیت میں بدل دیا- جو کہ اس کا مدراس کے ایوان کی طرف جھکاؤ کا نتیجہ تھی- اسی لئے سیاسی طور پر کمزور ریاست میسور پر 1892 اور 1924 کے معاہدوں میں باندھ دیا- اس کی مخالفت کرتے ہوئے تامل ناڈو یہ دلیل دیتا ہے کہ شروع سے ہی آبپاشی کی ترقی دہانے والے علاقے میں ہوتی ہے

جیسا کہ دنیا میں دوسرے کئی دریاؤں کے تاس کو دیکھ لیں- اور یہ جھکی مٹی اور جغرافیائی حالات کی وجہ سے ہے- اس کے علاوہ، انگریز دور میں تامل ناڈو میں آبپاشی کو پہچاننا انتہائی غلط ہے جو کہ ماضی قریب ہے، اس کی اصل تاریخ دوسو سال قبل مسیح کی ہے- اسی لئے زیریں پانی کے حصے سے جڑی ریاست کے مفاد کا تحفظ ناگزیر ہے- اسی دوران کرناٹکا کو اپنے آبپاشی کے نظام کو لگاتار بڑھانے کی اجازت مل گئی جو کہ 1974 کے بعد تیز ہوگئی

آئینی، قانونی اور بین الاقوامی مضمون

بھارت میں پانی بین الریاستی دریاؤں کی صورت جہاں متحدہ حکومت دخل اندازی کر سکے ریاست کی اولین ترجیح ہوتی ہے -

- بھارت میں کئی بین الریاستی دریا ہیں جیسا کہ نرمدہ، گوداوری، کرشنا، کاوری اور مہاندی ان میں چند ایک ہیں (براہمپترہ اور گنگا قومی اور بین الریاستی حد بندیاں بھی ہیں)- بین الریاستی پانی تنازعہ ایکٹ 1956 کو بھارتی آئین میں آرٹیکل 262 میں عبوری طور پر داخل کیا گیا- اس میں ترامیم سرکاریہ کمشن کی سفارشات پر 2002 میں کی گئیں - بھارت میں یہ بین الریاستی پانی کے تنازعہ میں ایک اہم قانونی نظام فراہم کرتا ہے- بلاشبہ کاویری پانی کے تنازعہ کی عدالت 2 جون 1990 کو ISWD Act 1956 کے تحت مقابلے والی ریاستوں میں تنازعہ حل کرنے کے لئے بنائی گئی- کاویری پانی کے تنازعہ کے معاملے میں، فائنل ایوارڈ 2007 کے اعلان کے بعد دونوں ریاستوں کو آزادی دی گئی کہ وہ واپس عدالت میں جا کر ثانیا ایوارڈ پر غور کے لئے کہہ سکتی ہیں- جبکہ دونوں ریاستوں نے سپریم کورٹ سے مداخلت کی درخواست کی کہ جس کو سپیشل لیو پٹیشن کہا جاتا ہے- جب سے ISWD Act نے سپریم کورٹ کی مداخلت کو خصوصی عدالت کے آئین کے بعد روکا تو سپریم کورٹ کو چاہیے تھا کہ وہ سپیشل لیو پٹیشن کو خصوصی عدالت کو بڑھا دیتی- ایک اور آئینی اور قانونی کھڑکی بین الریاستی پانی کے تنازعہ ریور بورڈ ایکٹ 1956 کو جاتی ہے حالانکہ یہ بھارت میں ریاستوں کی مخالفت کی وجہ سے کبھی نہیں ہوا- بہت ساری وجوہات کی بنا پر دونوں ISWD Act اور ریور بورڈ ایکٹ اس تنازعہ کو حل نہ کر سکے آئینی معائنہ کمیٹی کی سفارش کے مطابق پانی کو موجودہ فہرست سے خارج کیا جائے تا کہ متحدہ حکومت اس میں مداخلت کر سکے- بہت سارے اصول اور ڈاکٹرائن اس تنازعہ کو حل کرنے میں شامل ہیں جو کہ ریاست اور مملکت میں ہوتے ہیں- ان میں سے کچھ ان اصولوں سے ہم آہنگ ہیں، قدرتی پانی کا بہاؤ، پہلے سے تصرف کا اصول، لوگوں کی دلچسپی کا نظریہ، معقول حصے اور ہلسنکی کے اصول- یہ سارے ہلسنکی کے اصول انتہائی جامع اور اچھی طرح جانے جاتے ہیں اور ہلسنکی اصول کے بین الاقوامی لا ادارے کے آرٹیکل V دو چیزوں پر زور دیتا ہے ''معقول اور بہتر حصہ'' (تفصیلات کے لئے ملاحظہ کریں گوہان 1993)

آیئے، کاویری پانی کے تنازعہ کے مقدمہ کو دیکھتے ہیں- جبکہ تامل ناڈو اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے اصول کے مطابق کاویری کی پچھلی تقسیم کی دہائی دیتا ہے- کرناٹکا ظاہر کرتا ہے کہ وہ امن پسند اصول کے ساتھ چلتے ہوئے صرف اپنی حدود کی ایمانداری سے حفاظت کر رہا ہے- اصول کے مطابق پانی سے ملحقہ ریاست اس بات کا اختیار رکھتی ہے کہ وہ پانی کو اپنے مفاد کے لئے کسی بھی طرح استعمال کر سکتی ہے- یہ دونوں چیزیں انتہا پسند اور غلط ہیں-

درحقیقت، دونوں ریاستوں کو انتہائی سخت حالات کا سامنا ہے جیسا کہ رام سوامی عائر نے کہا کہ بھارت اور بین الاقوامی قوانین میں یہ بات ہونی چاہیے کہ بہتے پانی پر کسی کی ملکیت نہیں ہوتی- نا تو کرناٹکا اور نہ تامل ناڈو (نہ کیرالہ اور نہ پونڈی چری) کاویری پر ملکیت رکھتے ہیں- یہ صرف اس کو استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں- یہاں کوئی حقوق کا جھگڑا نہ ہو، نہ تو بالائی پانی سے جڑی ریاست اور نہ نچلی ریاست اپنی فوقیت جتا سکتی ہے- یہاں برابری کا اصول ہے مگر برابری کی تقسیم یا ثبوت کسی کے پاس نہیں- کہ کس ریاست کو کتنے استعمال کی اجازت ہے اور اس مسئلہ کے لئے ایک ایسے معاہدے کی ضرورت ہے کہ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے- سب سے بہتر ہو گا کہ بالائی ریاست سے گفت وشنید کی جائے کہ وہ ذیلی ریاست کو پانی ایک تحفہ کے طور پر سمجھتے ہوئے دے- اسی دوران ذیلی ریاست اپنے پہلے حق کے سوال اٹھانے سے گریز کرے اور نہ ہی بالائی ریاست (بھارت بنگلہ دیش کو اور کرناٹکا تامل ناڈو) کو یہ کہے کہ ''یہ ایک مشکل سال ہے اور ہمارے پاس ہماری ضرورت کے لئے بھی پانی کم ہے اور ہم آپ کو کوئی پانی نہیں دے سکتے''-

مشکل کے سالوں میں بھی پانی تقسیم کیا جانا چاہیے- ذیلی ریاست کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ہمیں ہمارے ضرورت کے مطابق پانی کا بہاؤ نہیں مل رہا- ان کو مشکل کی اس گھڑی میں ہمارے پاس آتا رہنا چاہیے یہ ہمارا بنیادی حق ہے-(پرائیویٹ نوٹ-سرکولیٹڈ بائی رام سوامی آر آئر 2003)

سیاسی تناظر

یقیناً کاویری پانی سیاسی گفت وشنید کا ایک تیز موضوع بن گیا ہے اور پچھلے پچاس سال پرانا معاہدہ جو بغیر کسی تبدیلی کے ہے 1974 سے الیکشن ایشو بھی بن گیا ہے- دونوں ریاستوں کی سیاسی جماعتیں کاویری پانی کے مسئلہ پر کاویری کے کسانوں کی چیمپئن بنی ہوئی ہیں- لوگوں نے کاویری پانی کے ساتھ اپنی جذباتی اور ثقافتی وابستگی بھی ظاہر کی- لیکن بدقسمتی سے دونوں ریاستوں کے درمیان ہونے والا سیاسی تبادلہ خیال ابھی تک اس مسئلہ کو نہیں سلجھا سکا- تامل ناڈو اور کرناٹکا کے تنازعہ کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھارت کے وفاق کو حکومت اور اعلی ترین عدالتی مداخلت کے باوجود ہلا کر رکھ دے گا- اس تنازعہ کی جڑیں اور گہری، نازک اور کڑوی ہو گئی ہیں- اس وقت اس ساکت صورت حال کو دونوں پانی سے جڑی ریاستوں کے کسانوں کی آپس میں بات چیت سے ختم کرنے کی ضرورت ہے- امید کی جارہی تھی کہ کاویری پانی کے تنازعہ کی عدالت 1990 میں اس مسئلہ کا کوئی دیرپا حل فراہم کرے گی لیکن اگر تاریخ دیکھی جائے تو دونوں ریاستیں اپنی جگہ جمی ہیں اور خصوصی عدالت کی طرف سے دیا جانے والا فائنل ایوارڈ 2007 سے دونوں متقابل ریاستوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا -اس صورت حال پر تمام مدمقابل ریاستوں نے خصوصی عدالت کو چھوڑ کر دوبارہ سپریم کورٹ سے رجوع کیا حالانکہ وہ کسی بھی طرح سپریم کورٹ کے مقابلے میں اختیارات اور قابلیت میں کم نہ تھی-

اگر تاریخ کو دیکھا جائے تو یہ مشکل دکھائی دیتا ہے کہ قانون سے یہ مسئلہ حل ہو- بہت سوں کی توقع کے مطابق فائنل ایوارڈ نے ایک نئی مقدمہ بازی کو جنم دیا- اسی صورت حال کو قائم رکھا گیا -بدقسمتی سے اس مسئلہ کو سیاسی رنگ دے دیا گیا- دعوؤں اور حقوق کی بات سے جذباتیت پھیلتی ہے- ایسی گفتوشنید ہوئی اس نے صرف علاقائی جنگجوانہ دلچسپیوں کو ہوا دی-

مسئلے کو حل کرنے کی کوشش

ماضی میں بہت سارے اقدام کئے گئے لیکن ان کوئی نتیجہ نہ نکلا اور پانی کے پھیلاؤ والی ریاستوں میں پانی استعمال کرنے والوں پر ان کا منفی اثر پڑا- دراصل یہ مسئلہ 1924 کے معاہدہ کی پچاس سال گزرنے کے باوجود تجدید نہ ہونے کی وجہ سے 1974 میں شدت اختیار کر گیا- 1924 سے قبل اور 1924 سے 1974 کے معاہدے کے درمیان، احتجاج ہوتے تھے مگر ان پر کوئی توجہ قابل نہ تھے- اس عرصہ کو تنازعہ کا سٹیج 1 کو دور کہا جا سکتا ہے- سٹیج 2 جو کہ 1974 اور 1990 پر محیط ہے یہ مسئلہ شدت اختیار کر گیا اور بڑھتا گیا -شکر ہے اس زمانے میں اطلاعات اور مواصلات کم تھیں- 1990 کے بعد جو کہ سٹیج 3 کہلاتا ہے، تمام قانونی اور ریاستی حربے استعمال کئے گئے- ان میں سب سے اہم کا دریائے ویری اتھارٹی (CRA) اور مانیٹرنگ کمیٹی تھی- اتھارٹی کی سربراہی وزیراعظم اور پانی سے ملحقہ ریاست کا وزیراعلی ایک ممبر کے طور پر کرتا ہے- حالانکہ CRA کوئی بہت پراثر طریقہ سے کام نہیں کر رہی-

کی جانب سے پانی کی تقسیم پر کوئی فارمولا سامنے نہ لاسکی- حالانکہ کاویری پانی کی خصوصی عدالت نے 1990 میں بین الریاستی پانی کے تنازعات ایکٹ 1956 کے تحت ایک حل پیش کیا جو ابھی تک کاویری مسئلہ میں سب سے بہتر تھا- خصوصی عدالت نے 1991 میں ایک عارضی حکم نامہ بھی جاری کیا اور فائنل ایوارڈ 2007 دیا- فائنل ایوارڈ کے مطابق چاروں مقابلہ کرنے والی پارٹیوں کو اس حساب سے پانی ملے گا- کیرالا 30

، کرناٹکا 270 TMC، تامل ناڈو 419 TMC اور پونڈ چری 7 TMC (فائنل ایوارڈ Annexure 1 کے تحت دیا گیا)
خصوصی عدالت کے 2007 کے فائنل ایوارڈ دینے کے بعد، تامل ناڈو نے فائنل ایوارڈ پر پہلے پہل تو کوئی بڑا اختیار ظاہر نہیں کیا اور اپنے احترازات اپوزیشن پارٹیوں کے ڈر سے آہستگی سے اٹھائے - اس کے علاوہ، ایوارڈ پر مکمل اطمینان کا اظہار اس بات کا باعث بن سکتا تھا کہ دوسری مقابلے والی ریاستیں یہ سمجھیں کہ ناانصافی ہوئی ہے- بہرحال یہ ایک روایتی حصہ کی تقسیم کے مسائل ہیں جب اپنے حصے کی بجائے دوسروں کو دیکھا جاتا ہے کہ اس کو کیا ملا - بالاخر، تمام جماعتوں نے خصوصی عدالت کو چھوڑ کر واپس سپریم کورٹ کی جانب واپس ہوئیں تاکہ سپیشل لیو پٹیشن دائر کر سکیں- عام حالات میں دوبارہ نظر ثانی کے مقدمات کو سپریم کورٹ دوبارہ خصوصی عدالت کی جانب بھیجتی ہے جبکہ سپریم کورٹ نے پٹیشنز کو منظور کر لیا جس کا صرف یہی مطلب ہے کہ تنازعہ پھر مثلث کی صورت اختیار کر گیا- یہ پہلے ہی تین سال سے سپریم کورٹ میں SLPs نے دائر کیا تھا اور ہر کوئی حیران تھا کہ اس کے قانونی حل میں اور کتنا وقت لگے گا اور پھر کیا ہوگا-

ایک اہم چیز جو کہ بہت دفعہ مسئلے کے حل میں غائب رہی وہ تھی کسانوں کی عملی شرکت- ایک لمبے اور سیاسی اور قانونی حل جو کہ دہایوں میں پھیلا ہے سے بہتر تھا کہ نیا حل تلاش کر لیا جائے- کافی تعداد میں کسانوں کے مابین گفت و شنید ہی سے اس کا حل ممکن ہو سکتا ہے-

اس بات کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ دونوں ریاستوں کے کسانوں میں بات چیت سے ہی یہ رکاوٹ دور ہو سکتی ہے- مدراس کے انسٹیٹیوٹ آف ڈیویلپمنٹ سٹڈیز نے 2007 کو اس مسئلے کو بات چیت سے حل کرنے کا آغاز کیا- ابتدائی بات چیت کا آغاز کاویری خاندان کی کمیٹی کے درمیان کیا گیا- وہ کئی بار ملے اور ایک نمایاں کر کردگی بھی دکھائی- اس 19 جنوری 2009 کو MIDS نے انسٹیٹیوٹ آف ڈیویلپمنٹ سٹڈیز (IDS) جے پور کے ساتھ مل کر UNDP کے تعاون سے ایک دن کی ورکشاپ کا بھی اہتمام کیا کہ جس میں بات چیت کو ایک بڑی تعداد میں ناظرین اور ماہرین کے سامنے پرکھا گیا-

سب سے پہلے ضرورت کے مطابق پانی کے پھیلاؤ کے ذخیرے کو دیکھا گیا - یہ اعداوشمار 671 TMC سے لے کر 750 TMC کے درمیان بڑھتے گھٹتے پائے گئے- 1970 میں سنٹرل فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی نے یہ اعدادوشمار 671 TMC بتائے تھے- کیرالہ اور پونڈ چری 50 TMC کے دعوے دار ہیں- باقی 600 TMC پانی کو بلاشبہ کئی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جس میں زرعی معیشت اور زرعیات فوائد شامل ہیں- پروفیسر رام سوامی آئر کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ پانی اپنی گنجائش سے پانی سے جڑی ریاستوں میں کم پڑ جائے لیکن انہیں یہ سیکھنا ہوگا کہ جو میسر ہے اس سے وہ اپنی ضروریات کے سے پورا کرتے ہیں- آخر کار رسد کو بڑھایا نہیں جا سکتا- یہ نقطہ بھی سامنے آیا کہ 1996 کے گنگا واٹر ٹریٹی کے تحت بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان پانی کا تنازعہ حل ہوا- اس سے زیادہ متنازعہ معاملہ بھارت اور پاکستان کے درمیان تھا جو سندھ طاس معاہدے کی صورت میں 1960 کو حل ہوا- بعد کا معاہدہ 50 سال گزرنے پر انتہائی مشکلات اور سیاسی عدم استحکام کے باوجود چلا- لہذا رام سوامی آئر ایک مدلل سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر بھارت اور بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان دریاؤں کے پانی پر تنازعوں کو حل کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک بین الریاستی اندرون بھارت کا تنازعہ خوش اسلوبی سے حل نہ ہو- جبکہ ابھی تک کے تجربہ میں کسی اچھائی کی توقع تو نہیں کی جاسکتی لیکن اگر ہم اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ تنازعات حل کر سکتے ہیں تو ملک کے اندرونی کیوں نہیں- (Joy et al 2008)

کئی کسانوں کے درمیان بات چیت اور کاویری خاندان کی کہانی

درحقیقت بہت سوں نے اس بات کی پیش گوئی کردی تھی کہ تنازعہ فائنل ایوارڈ کے بعد خصوصی عدالت میں پہلے 2003 کی طرح ایک برف کے گولے کی شکل اختیار کرلے گا - یہ تصور کہ یہ تنازعہ ادارتی اور قانونی طریقہ کار سے حل نہیں ہوگا، آپس کی بات چیت کے آغاز کی بنیادی وجہ تھی کہ جس میں کسانوں کو قریب لایا جائے اور لوگوں کے آپس کے تعلق کو فروغ دیا جائے - درحقیقت بچی کھچی قانونی سرگرمی کو کچھ عدالتی فیصلوں جو کہ بھارت کی اعلی سطح کی عدلیہ نے دئے میں دیکھا جاسکتا تھا جو کہ مختلف دباؤ کی وجہ سے بہت آگے نہ چل سکی - ایک مجروح حالات کے تحت اور جب ہر کوئی اپنی بات پر اڑے دکھائی دیں، تب ایک ایسے سہارا دینے والے پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جہاں وہ آپس میں گفت و شنید کرسکیں - یہ تمام کسانوں کی آپس کی بات چیت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہی طریقہ کار پوری دنیا میں قدرتی وسائل کے انتظامات کے تنازعات اور پھٹ پڑنے والے حالات کے حل کے لئے سوچنے کا ایک دوسرا راستہ اور طریقہ کار پیش کرتا ہے - متبادل سوچ کی منزل ایک بات چیت کے عمل کو شروع کرنا ہوتی ہے اور منتخب دریا کے پھیلاؤ سے منسلک تمام کسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے - بات چیت کا عمل، ایک مثبت فریم ورک کی طرف قدم ہے کہ جس کا مقصد تمام صورت حال میں تبدیلی لانا، لوگوں کی فلاح تنازعات کا خوش اسلوبی سے حل تلاش کرنے میں اور پانی کے داخلی، تجارتی، زرعی اور صنعتی میدان میں مستقل استعمال کا منصفانہ تعین کرے -

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ کسان اس بات کو سنتے تھے کہ سیاسی پارٹیاں اور بیوروکریٹس ان کے معاملات میں کیا کہتے ہیں-

اس سلسلے میں سیاست دانوں اور ذرائع ابلاغ کا شکریہ، کرناٹکا اور تامل ناڈو کے کسانوں کے درمیان خبر رسائی کی بہت بڑی خلیج تھی - معلومات کے بہاؤ پر سختی سے پابندی تھی - غلط اطلاعات اور غلط معلومات نے پانی کے اصل استعمال کرنے والوں کے درمیان وقفہ بڑھا دیا - کچھ پر اندیش علاقے کہ جن میں یہ وقفہ بڑھا ہوا تھا کو نیچے بیان کیا گیا ہے-

کرناٹکا کے کسان اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ تامل ناڈو کے ضلع تھنجوور کے کسان کاویری کے پانی سے سال میں تین فصلیں اگاتے ہیں جو کہ کوروائی، تھلاڈی اور ساما کہلاتی ہیں- لیکن یہ فصلیں نہیں بلکہ موسموں کے نام ہیں - ان میں پہلے دو تھوڑے عرصہ کے لئے ہوتے ہیں جبکہ آخری والا لمبے وقت کے لئے ہوتا ہے - دیئے جانے والے پانی سے (جس کی سپلائی 8 ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی اگر کوئی بہت اچھا سال ہوتو)، تامل ناڈو کے کسان سال میں دو کم وقت والی فصلیں یا ایک لمبے وقت والی فصل ہی اگا سکتے ہیں - درحقیقت، ان تینوں فصلوں کے موسموں کا وقت 14 ماہ بنتا ہے (6+4+4)- اسی لئے یہ ناممکن ہے کہ تینوں فصلیں کاویری کا پانی استعمال کرکے اگائی جاسکیں - یہ انتہائی کمزور قیاس آرائی ہے جو کہ دونوں ریاستوں کے کسانوں کے درمیان گفت وشنید نہ ہونے کی وجہ سے غالب آتی ہے-

کرناٹکا اور تامل ناڈو کے کسانوں میں ایک احساس پایا جاتا ہے کہ دھانے کے علاقے میں ناقابل استعمال زبردست زمینی پانی موجود ہے مگر وہ اپنی فصلوں کے انداز کو ان کٹے چاولوں سے پھیلی ہوئی فصلوں میں بدلنے کو بالکل تیار نہیں - یہ کئی مرتبہ بتایا گیا ہے کہ تامل ناڈو کے کسان اپنے فصلوں کو روز بروز بڑھنے والی قلت کے پیش نظر ترتیب دینا چاہتے ہیں- سب سے پہلے سنٹرل گراؤنڈ واٹر بورڈ کی جانب سے انتہائی متضاد گوشوارے دیئے گئے -

جیسا کہ 1992 میں، زمینی پانی کی ترقی ناگاپٹینام ضلع میں 100 فیصد تھی

(کاویری دہانے کا مشرقی حصہ) - جبکہ اس ضلع میں بلاک کی ترتیب وار معلومات اس طرف اشارہ کررہی تھیں کہ آٹھ میں سے چھ بلاک زمینی پانی کو زیادہ استعمال کیا گیا - جبکہ باقی دو بلاکس کو ڈارک بلاک کے زمرے میں لیا گیا جہاں زمینی پانی کی ترقی 85 فیصد سے 100 فیصد تھی - ظاہر ہے پچھلے دس سالوں میں حالات ابتر ہوتے گئے - دوسرے، 1931 تک جب کرشنا راجہ ساگر ڈیم کا حکم ہوا، تو کاویری دریا کے پانی کا زرعی مقاصد کے لئے استعمال مکمل طور پر دریا کے چلنے پر تھا یا جو پانی اپنی کٹ کی جانب سے آتا تھا - دوسرے لفظوں میں، پانی نشیبی بہاؤ کی جانب بہتا رہا اور زیریں پانی سے ملحقہ ریاستوں کو دہانے کے علاقے میں بھرپور طور پر بھرتا رہا - اس قسم کی سیلابی اور پانی سے بھرپور تاریخ کا نتیجہ یہ نکلا کہ دہانے کا علاقہ کھاری ہوجانے کی وجہ سے فصلوں کے لئے نامناسب ہوگیا اور وہاں صرف ان کٹے چاولوں کی فصل ہی ہوسکتی ہے - سالانہ فصلیں جن میں گنا، کیلا اور تیل والا بیج دہانے کے مغربی حصے میں اگائی جاتی ہیں جس کے لئے زمینی پانی سے نہر نکالی گئی ہے ، وہاں پانی کی زیادتی کی وجہ سے بننے والا کوئی بڑا مسئلہ ضلع تھنجاور میں نہیں -

کرناٹکا کے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ پانی کا ایک بڑا حصہ تامل ناڈو میں دہانے والے حصے میں ضائع ہوجاتا ہے - جبکہ یہ بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ تامل ناڈو میں بہت سی چیزیں مخصوص طور پر ڈیزائن کر کے بنائی گئی ہیں کہ جس سے ضائع شدہ پانی کو دوبارہ استعمال کیا جاسکے -

تاہم یہ محسوس کیا گیا کہ کسان کا کسان سے تعلق اور بات چیت بہت اہم ہے کہ جس سے حقوق کے استعمال سے متعلق تفصیلات اور غلط فہمیوں کی خلیج ختم ہوسکتی ہے - اصل مسئلہ کہ وجہ بلاشرکت غیرے کا جذبہ ہے جو کہ خصوصاً کرناٹکا کے کسانوں میں پایا جاتا ہے - یہ دونوں ریاستوں میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسانوں کو اس بات کی تعلیم دے کے کاویری کے پانی پر کسی کا بلاشرکت غیرے حق نہیں - ابھی تک ، ساری سیاسی جماعتیں کسانوں کو اس امتیاز کی تعلیم دینے میں ناکام رہی ہیں - دونوں ریاستوں کی تمام مسلسل حکومتیں اپنی توانائی اس مسئلے کو سیاسی رنگ دینے میں لگاتی رہیں اس وجہ سے ایک علاقائی پرتشدد سوچ بڑھتی گئی - اس کے علاوہ دونوں ریاستوں کے کسانوں کو اس بات کی بھی تعلیم دینے کی ضرورت ہے کہ اس مسئلے کا حکومت کے وفاقی ڈھانچے سے کیا تعلق ہے - آخر میں، بات چیت ہی غلط سمجھ بوجھ اور تناؤ کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے تاکہ ایک ایسی فضا بنائی جائے کہ جس میں گرمجوشی، ایک دوسرے کا خیال رکھنا، بھائی چارے کے حساس احساسات کو بڑھانا اور کاویری کو ایک مشترکہ میراث کے طور پر دیکھنا کہ جو ان تمام کو آپس میں ملائے نہ کہ جدا کرے -

کاویری MSD کے مقاصد

بورڈ کے اراکین کے مقاصد کاویری مسئلہ پر مختلف کسانوں کی بات چیت جو کہ 2003 میں شروع ہوئی کو اس طرح جوڑنا تھا کہ:

- آبی ریاستوں کے کسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر فائدہ مند بات چیت کے لئے نزدیک لانا
- کاویری پھیلاؤ کی موجودہ صورت حال کا عملی نظارہ کرنا
- آبی ریاستوں کے درمیان زبان اور تفریق کو کم کرنا
- آبی ریاستوں کے درمیان ایک صحتمندانہ معلومات کا بہاؤ بنانا
- وقت کے ساتھ بڑھے ہوئے اندیشوں اور سوچوں کو ختم کرنا اور گرم جوشی کی فضا پیدا کرنا کہ جس میں ایک دوسرے کا خیال رکھنا، مل باٹنا اور بھائی چارے کے زبردست احساسات پیدا کرنا ہے
- سب سے بڑھ کر، کاویری خاندان کی بھلائی کے لئے ایک ایسا راستہ ڈھونڈنا جو کہ ملک کے وسیع تر مفاد میں ہو -

اس MSD کے عمل میں شرکت کرنے والی اصل آبی ریاستوں کرناٹکا اور تامل ناڈو کے کسان برابر کے فریقین تھے- اس کے ساتھ کچھ ریٹائرڈ بیوروکریٹس، این جی او کے لوگ، وکلا، کسانوں کی رہنما تنظیمیں، ذرائع ابلاغ کے لوگ اور دوسرے کئی تعلق رکھنے والے شہریوں نے اس میں شرکت کی - بات چیت کے عمل کے آغاز میں، دونوں ریاستوں کے نمائندگان کی دو ملاقاتیں رکھی گئیں- ایک چنائے میں اور دوسری بنگلور میں - چنائے (تامل ناڈو) کی ملاقات 4 اور 5 اپریل کو ہوئی کہ جس میں 110 لوگوں نے حصہ لیا جبکہ بنگلور (کرناٹکا) کی ملاقات 4 اور 5 جون کو ہوئی جس میں 120 لوگوں نے شمولیت کی-

جاری عمل میں شمولیت

دونوں اطراف کے کسانوں کی بات چیت کا اہتمام کرنے سے پہلے کچھ حقائق جاننا ضروری تھا- اس میں اہم قدم پانی کی تاریخ اور دستاویزی چھان بین تھی - وقت کی یہ اہم ضرورت تھی کہ اس تنازعہ کو معاشرتی معاشیات، تاریخ اور ثقافتی ظاہری تناسب میں دیکھا جائے- بعدازاں، دونوں ریاستوں میں پانی کے پھیلاؤ کے علاقہ کا دورہ ملنے، بات چیت کرنے اور کسان کے بڑے راہنماؤں ، اداروں، انفرادی سطح پر جیسا کہ ججز، این جی او کے افراد اور کچھ پختہ سیاسی لوگوں میں بات چیت کے لئے اختیار کیا گیا- اس دورے میں مکمل چھ ماہ لگے- اس میں مختلف جگہ کے دورے، انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں اور دستاویزی کام شامل تھا- اس کا تیسرا اقدام کسانوں کی وہ دو ملاقاتیں تھیں کہ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے (اور کچھ دوسرے متعلقہ افراد)- کاویری خاندان کی کمیٹی (بعدازاں کاویری خاندان) دونوں اطراف کے 32 ممبران کے ساتھ فوری طور پر بنایا گیا- یہ کمیٹی ابھی تک 17 مرتبہ پانی کے پھیلاؤ کی مختلف جگہوں پر دونوں ریاستوں میں مل چکی ہے اور پانی کے پھیلاؤ کے مختلف ٹکڑوں کا دورہ بھی کر چکی ہے تاکہ کوئی نئی معلومات حاصل کر سکے-

اس کا کیا حل ہونا چاہیے

حالانکہ ابھی تک پریشانی دور کرنے کے لئے کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو سکا خاص طور پر تشدد اور جائیداد کی تباہی و بربادی جس نے حساسیت اور آپس کی سمجھ بوجھ کا ماحول پیدا کر دیا ہے اور اس کے لئے باہمی بات چیت بہت کامیاب ثابت ہوئی ہے- مزید براں کاویری خاندان جو کہ اس وقت پانی کا ایک ایسا منصوبہ بنا رہا ہے جو کہ WEAP کو استعمال کرتے ہوئے (پانی بلکہ معیاری پانی اور اس کا استعمال جو کہ بوسٹن میں سٹاک ہال ماحولیاتی ادارہ ہے) آبی ڈھانچہ بنا رہے ہیں- کاویری پر فلم بنانے سے متعلق تاکہ دونوں ریاستوں کی بنیادی جڑوں کی مضبوطی کے لئے بذریعہ معاشرتی سوچ بچار کا پیغام پہنچایا جائے جس نے چھ مشترکہ آبی فارمولے بنائے جس میں سے چار دونوں ریاستوں نے رد کر دیئے- دو منصوبے آپس میں بات چیت کے لئے اور گفت و شنید کے لئے منظور کئے-

حصول

ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر مختلف گروہوں کو لانا ایک مشکل کام تھا- بات چیت دو چیزوں پر قائم ہوئی- ایک مسئلہ دونوں ریاستوں کے کسانوں کے مسائل کو سمجھنے کے لئے پیدا ہوا اور دوسرا اس نے ایک موقع پیدا کیا کسانوں کے لئے تاکہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر مل سکیں اور اپنے مسائل ایک دوسرے کو بتائیں - اور اس عمل نے کسانوں کے آپس میں بھائی چارے اور دوستی کے جذبات پیدا کئے اور اس طرح ان کے آپس میں نفرت اور تعصب دور ہوا- مسائل کو دوبارہ معاشرتی اور سماجی سوچ ملی اور اس سے بڑھ کر ایک عمل طے پایا جس سے ایک سائنسی سوچ پیدا ہونے کے لئے سہولتیں سامنے آئیں حالانکہ بات چیت کے عمل سے ایک ایسا

اضافی ردعمل دونوں ریاستوں کے کسانوں کے طبقے میں بڑھا - سیاسی جماعتوں نے اپنی سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے ہر ریاست میں اپنی سخت پوزیشن قائم رکھی - (خصوصا ووٹ بنک کی سیاست) دونوں ریاستوں کے ذرائع ابلاغ میں اس پیش قدمی کے بہت زیادہ حمائیتی رہے - ذرائع ابلاغ نے کاویری خاندان کا چھٹا اجلاس جوکہ 9 اپریل 2006 کو تیروچی میں منعقد ہوا اس کی رپورٹ یہ دی - کاویری کے مرکزی حکمران علاقے میں کسانوں کے راہنماؤں کی باہمی ملاقات میں یہ چیز سامنے آئی کہ آبپاشی سے متعلق ان کا خوف دور ہوا جوکہ اکثر کسانوں میں خفگی کا باعث بنا- آپس کا میل ملاپ غلط فہمی کی دوری اور عدم اعتمادی کی دوری کا بھی باعث بنا-(The Hindu 03-04-06)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ خصوصی عدالت کی طرف سے دیا جانے والا فائنل ایواڈ سے بھی تنازعہ ختم نہیں ہوا اور جماعتوں نے سپریم کورٹ سے رابطہ کیا- منظر کو دیکھے بغیر پہلے سے ہی قانونی راستہ اپنا چکے تھے اور ان حالات میں بات چیت کی اہمیت اور بڑھ گئی-

حاصل شدہ سبق

اگرچہ بات چیت کے عمل سے ابھی تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تاہم اس عمل سے کچھ قیمتی اسباق حاصل ہوئے ہیں ان میں سے چند بہت اہم درج ذیل ہیں-

۱- بات چیت کے عمل کو شروع کرنے اور آگے بڑھانے کے لئے ایک ٹھوس تحقیق بنیادی اور ضروری شرط ہے- یا دوسرے لفظوں میں علم دو برسرپیکار گروہوں کے درمیان اختلافات کو کم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرسکتا ہے اور بات چیت علم کی بنیاد پر ہونی چاہیے-

۲- کسی بھی بات چیت کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار ریاست کے مضبوط سہارے اور اکثریتی رائے میں ہوتا ہے- بھارت کے ضمن میں یہ آجکل بالکل ناپید ہے-

۳- ایک انتھک قابل اعتبار اور بامقصد اور معاون کی ضرورت ہوتی ہے جوکہ بات چیت کے عمل کو جاری رکھنے کے لئے ایک پلیٹ فارم کا انتظام کرسکے دوسرے لفظوں میں کسی بات چیت کے عمل کے لئے ایک راہنما قسم کے شخص یا ادارے کی ضرورت ہوتی ہے

۴- بات چیت کبھی آسان نہیں ہوتی اس میں بہت سے نشیب و فراز ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جس کی توقع کی جاتی ہے-

۵- MSD کا آخری نتیجہ غیر یقینی ہوتا ہے اور اس کو جانچنا مشکل ہے لیکن ایک قابل عمل متبادل کی غیر موجودگی میں بات چیت کے عمل کو جہاں تک ممکن ہو آگے بڑھانے کا معاملہ ہوتا ہے جب تک کہ ایک قابل عمل نتیجہ نہ اخذ ہو جائے-

٦- کسانوں کی بات چیت کے ذریعے کوئی بھی فیصلہ صرف ایک سیاسی عمل کے ذریعے ہی عمل میں لایا جاسکتا ہے یا دوسرے لفظوں میں اس کو سیاسی استحقاق حاصل ہونا چاہیے لہذا یہ ضروری ہے کہ غیر حکومتی یا غیر سیاسی اس طرح کے عمل حکومتی اور سیاسی جماعتوں کی پہچان حاصل کرلیں- مزید براں ایک وفاقی انتظام میں کوئی بھی بات چیت یا بین الریاستی پانی کے تنازعات کے فیصلے یا دریائی تاس کی منصوبہ بندی سے بہت سے گروہوں کے خیالات اور سروکار کا پتہ چلنا چاہیے-

نتائج

کاویری پانی کے تنازعہ کو یہ امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ اسے تمام بین الریاستی پانی کے تنازعات کی ماں سمجھا جاتا ہے اس میں موجود ابہام غیر یقینی اور بے چینی کاویری طاس میں برسرپیکار ریاستوں کی پانی کی تقسیم کے

معاملے میں ایک منفی کردار ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں اس طاس کی پیچیدہ نوعیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پیچیدگی اس کے حد سے زیادہ سیاسی ہونے کی وجہ سے اور تامل ناڈو اور کرناٹک کی کاویری پانی سے جذباتی لگاؤ کی وجہ سے ہے۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ کاویری طاس ایک خسارہ ہے اس وجہ سے کہ اس میں برسرپیکار ریاستوں کے تمام واجبات اس میں موجود پانی کی صلاحیت سے بھی دوگنا ہیں۔

کاوریری طاس معاملے کی سنگینی اس کے غیر استعمال شدہ پانی کے اشتراکات میں نہیں بلکہ پانی کی کمی کی دوبارہ شراکت ہیں۔

دونوں برسرپیکار ریاستوں میں موجود کسان اور سیاسی راہنماؤں کو اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ گفت وشنید کے عمل میں کسی مقدار کا حاصل کرنا یا کھودینا اس بات سے بہت بہتر ہے کہ آپ ہمیشہ سودا بازی کرتے رہیں اور اس تنازعہ کو قائم رکھیں۔ صرف غیر یقینی اور بے چینی کی فضا نے دونوں ریاستوں کے کسانوں پر اپنے ذریعہ معاش کے لئے شدید دباؤ ڈال دیا ہے۔ جبکہ متاثرہ ریاستیں اور اس میں موجود لوگ اس جاری وساری تنازعہ کی سیاسی معاشرتی معاشی ماحولیاتی قیمت چکا رہے ہیں۔

یہ نہیں بھولنا چاہیے کے لین دین کرنے والے گروہ باالاخر بہت سے مواقع ضائع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ تیز ترین صنعتی عمل اور تیز ترین سماجی ترقی کی وجہ سے مواقع ضائع کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر مطابقت کی بہت زیادہ ضرورت ہے یعنی تیزی سے بدلتی سماجی معاشی اور معاشرتی حالات اور ان کی ضروریات سے مطابقت یا زیادہ جرات مندانہ انداز میں اپنے مطالبات سے پیچھے ہٹ جانے یا تعاون کی فضا سے مطابقت اختیار کرنا۔ چونکہ طاس پہلے سے ہی ماحولیاتی اعتبار سے دباؤ کا شکار رہا ہے۔ گفت و شنید اور لین دین کرنے والے اشخاص کو دورس تناظر اور آبی وسائل کے بہتر استعمال کے ایجنڈے کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔

ضمیمہ جات

ضمیمہ نمبر۔١ کاویری تنازع کے حل کے لیے عدالتی کمیشن

کاویری پانی تنازعہ کی خصوصی عدالت

آخری حکم

خصوصی عدالت نتیجتاً مندرجہ ذیل حکم نامہ جاری کرتی ہے-

شق نمبرا- یہ حکم تب عمل میں لایا جائے کا جب خصوصی عدالت کا فیصلہ بین الریاستی پانی تنازعہ قانون 1956 کے سیکشن چھ کے تحت سرکاری گزٹ میں شائع کے جائے گا-

شق نمبر۲- 1892 اور 1924 کے معاہدے جو کہ اس وقت کی میسور اور مدراس کی حکومتوں کے درمیان عمل میں لائے گئے تھے ان کو نا قابل نہیں قرار دیا جاسکتا-خصوصا بالترتیب 110 اور 80 سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد ان دونوں معاہدوں کو عمل میں لانے سے پہلے مدراس اور میسور کی حکومتوں کے درمیان مکمل مشاورت ہوئی تاہم 1924 کا معاہدہ 1974 کے بعد اس کی بعض شقوں پر نظر ثانی کا تقاضا کرتا ہے-اسی طرح ہم نے معاہدے کی بہت سی شقوں کو انصاف اور برابری کی بنیاد پر نظر ثانی اور نئے سرے سے معائنہ کیا ہے-

شق نمبر۳- یہ حکم نامہ 1892 کے معاہدہ کو جو کہ اس وقت کی مدراس اور میسور کے درمیان تھا منسوخ کرتا ہوں-اس وجہ سے کہ اس کا تعلق کاویری نظام سے ہے یہ حکم 1924 کے معاہدے جو کہ مدراس اور میسور کی حکومت کے درمیان تھا کو منسوخ کرتا ہوں-اس وجہ سے کہ وہ کاویری پانی کے نظام سے متعلق ہے-

شق نمبر۴- خصوصی عدالت یہاں پر اس بات کا تعین کرتی ہے کہ کاویری کے پانی جو کو زیریں اپنی کٹ سائٹ پر واقع 50 فیصد انحصار کے لحاظ سے پانی کے استعمال کی مقدار 740 ارب مکعب فٹ ہے-

شق نمبر۵- خصوصی عدالت حکم جاری کرتی ہے کہ کاویری دریا کا پانی کیرالہ، کرناٹکا، تامل ناڈو اور پونڈ چری کے درمیان پانی کی تقسیم اس طرح ہوگی-

۱-	کیرالہ ریاست	30 TMC
۲-	کرناٹکا ریاست	270 TMC
۳-	تامل ناڈو کی ریاست	419 TMC
۴-	پونڈ چری ریاست	7 TMC
	ٹوٹل	726 TMC

اس کے علاوہ پانی کی کچھ مقدار ماحول کے تحفظ کے لئے اور سمندر میں نہ رکنے والے اتراؤ کے لئے بھی محفوظ کیا جائے گا-

۱-	ماحول کے تحفظ کے لئے	10 TMC
۲-	سمندر میں پانی کے اتراؤ کے لئے	4 TMC
	ٹوٹل	14 TMC

726 + 14 = 740 TMC

شق نمبر۶- کیرالہ کی ریاست کو 30 TMC کا حقدار قرار دیا گیا ہے جس کی تقسیم مختلف طاس میں اس طرح ہے-

۱-	کابنی	21 TMC
۲-	بھوانی	6 TMC
۳-	پیمبر	3 TMC

شق نمبر۷- اگر ایک تناؤ کے سال میں کاویری کا پانی کم ہوجائے تو کیرالہ کرناٹکا تامل ناڈو اور پونڈ چری ریاستوں کو تفویض کردہ حق بھی اسی شرح سے کم ہوجائے گا-

شق نمبر۸- بین الریاستی ریاستوں کے درمیان پانی کی تقسیم کا جائزہ لینے کے لئے مندرجہ ذیل جگہوں کا تعین کیا گیا ہے-

۱- بھوانی کے چھوٹے پانی کے پھیلاؤ کے لئے : چاوادی پور G.D سائٹ

یہ بتایا گیا ہے کہ چادی پور G.D سائٹ شروع میں کرناٹکا کی ریاست چلاتی تھی جس کو کسی بھی وقت بین الریاستی مشاہدے کے لئے کھولا جا سکتا تھا۔

ب۔ پمبر کے چھوٹے پانی کے پھیلاؤ کے لئے :امراوتھی پانی کے ذخیرے کی سائٹ

iii۔ کرناٹکا اور تامل ناڈو کے درمیان :بلیگنڈ ولو G.D سائٹ یا کوئی بھی اور مشترکہ سرحدی سائٹ

iv۔ تامل ناڈو اور پونڈی چری کے درمیان :سات تعلق والے پوائنٹ پہلے سے ہی چل رہے ہیں

شق نمبر ۹۔

جب سے کاویری پانی کے بڑے حصہ دار کرناٹکا اور تامل ناڈو ہیں، ایک عام سال کے دوران عارضی ماہانہ ادئیگی کرناٹکا کی ریاست بین الریاستی تعلق والی جگہ جو کہ اب بلیگنڈ ولو گیج ہے کو یقینی بنائے اور یہ ڈسچارج سٹیشن مشترکہ بارڈر پر واقع ہے۔

ماہ	TMC	ماہ	TMC
جون	10	دسمبر	8
جولائی	34	جنوری	3
اگست	50	فروری	2.5
ستمبر	40	مارچ	2.5
اکتوبر	22	اپریل	2.5
نومبر	15	مئی	2.5

192 TMC

اوپر دی گئی پانی کی 192 TMC مقدار 182 TMC میں شامل کی جاتی ہے جو کہ تامل ناڈو کے لئے مخصوص حصہ ہے اور 10 TMC پانی کو ماحولیاتی مقصد کے لئے شامل کیا جاتا ہے۔

اوپر بیان کئے گئے ماہانہ چھوڑے جانے والے پانی کو دس روزانہ وقفوں میں ریگولیٹری اتھارٹی کے تحت تقسیم کیا جائے گا اتھارٹی مناسب طریقہ سے ماہانہ شیڈول کی متعلقہ ریاست اور سنٹرل واٹر کمشن کی مدد سے پانچ سال تک نگرانی کرے گی اور اگر شیڈول میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہوئی تو پارٹی ریاستوں اور سنٹرل واٹر کمشن سے تسلیم کروانے اور پارٹیوں کے درمیان سالانہ تعین کے بعد ہی نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے۔

شق نمبر۱۰- پانی کے سال میں استعمال کے قابل میسر پانی میں پچھلے سال کا وہ پانی بھی شامل ہوگا جس کا تخمینہ 1 جون کو تمام تالابوں میں اس تاریخ کو محفوظ پانی سے لگایا گیا- جبکہ ان کی مؤثر گنجائش TMC 3 سے اوپر ہے-

شق نمبر۱۱- بالائی آبی ریاست کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائے گی کہ جس سے زیریں آبی ریاست پر کوئی اثر پڑے- جبکہ ریاستیں آپس میں باہمی اتفاق سے کوئی معاہدہ کر کے اور ریگولیٹری اتھارٹی سے مشورہ کر کے پانی کی ادئیگی میں تبدیلی لا سکتی ہیں-

شق نمبر۱۲- زیرزمین پانی کوئی بھی ریاست اور UT پونڈچری کو دریا کے پانی کے استعمال کی طرح نہیں روکا جائے گا- اوپر دیئے گیا اقرارنامہ میں کسی صورت وقتی طور پر کسی قانون کے دباؤ سے، کسی پرائیویٹ انفرادی، اجتماعی یا اتھارٹیز کی وجہ سے حقوق کو تبدیل نہیں کیا جائے گا-

شق نمبر۱۳- کرناٹکا اور تامل ناڈو نے یہ بات ہمارے علم میں لائی کہ پن بجلی کے منصوبوں پر جو کہ مشترکہ سرحدوں پر ہیں ان پر قومی پن بجلی کارپوریشن سے بات چیت چل رہی ہے- اس ضمن میں ہم نے صرف یہی دیکھا ہے کہ جب بھی ایسا پن بجلی کا منصوبہ تعمیر کیا گیا اور کاویری کا پانی ذخیرے سے نکالا گیا تو بہاؤ کو ایک جیسا رکھا جانا چاہیے تاکہ آبپاشی کے نظام کو کوئی نقصان نہ پہنچے-

شق نمبر۱۴- پانی کے استعمال کو دریائے کاویری کے پانیوں کے بہاؤ اور اس کی آبی ریاستوں سے ناپا جانا چاہیے- بہاؤ میں ذخیروں سے آبی بخارات سے ضائع ہونے والے پانی کو بھی شامل کیا جانا چاہیے- دریائے کاویری کے دریائی سسٹم کے کسی بھی بہاؤ پر بنے ذخیرے کی سالانہ بخارات سے کمی کو میسر پانی میں گننا چاہیے- کوئی بھی ریاست اگر کسی بھی ذخیرے کا رخ اپنے استعمال کے لئے کسی بھی پانی کے سال میں موڑے گی تو اس ریاست کو اس پانی کے سال میں روکا جائے گا- گھریلو اور میونسپل واٹر سپلائی کے علاوہ صنعتی استعمال کا ناپ مندرجہ ذیل طریقہ سے کیا جائے گا-

استعمال	ناپ تول
گھریلو اور میونسپل واٹر سپلائی	اس کے لئے 20 فیصد پانی دریا سے، یا کسی آبی ریاست سے، تالاب سے یا کسی نہر سے اٹھایا جاتا ہے
صنعتی استعمال	2.5 فیصد پانی دریا سے، کسی آبی ریاست سے، تالاب یا پھر نہر سے لیا جاتا ہے۔

شق نمبر ۱۵- اگر کوئی آبی ریاست یا U,T آف پونڈ چری اگر کسی ماہ پانی کے سال میں اپنے حصے کے پانی کو استعمال نہ کر سکے اور اس پانی کو کسی خاص بند میں محفوظ کرنے کی درخواست کرے تو وہ اس بات میں آزاد ہے کہ وہ اپنے استعمال شدہ حصے کو پانی کے اسی سال کے کسی بھی ماہ میں استعمال کرسکتا ہے اور یہ معاہدہ نافذ کرنے والی اتھارٹی سے منظور شدہ ہے۔

شق نمبر ۱۶- پانی کے کسی بھی سال میں، پانی کا کچھ حصہ اگر کوئی ریاست استعمال نہ کرسکی تو اس کے حصے کا پانی نہ تو ضبط ہوگا اور نہ ہی کسی اور ریاست کا حصہ بڑھایا جائے گا

شق نمبر ۱۷- اس میں اضافہ کرتے ہوئے، تمام ان احکامات، رائنمائیاں، سفارشات اور مشوروں کو نوٹ کیا جائے گا جو کہ تفصیل سے پہلے حصوں/
رپورٹس کی جلدوں جن کے ساتھ مناسب عمل کے فیصلے بھی ہیں میں بیان کیا جا چکا ہے۔

شق نمبر ۱۸- خصوصی عدالت کا حکم کسی بھی ریاست کا حق، طاقت یا اختیار کو نہیں بگاڑے گا اور اس کو پانی کے استعمال اور ریاست کے اندر ہی ایک ڈھنگ کے ساتھ پانی کے فوائد سے لطف اندوز ہونے کی حد مقرر کرے گا نہ کہ وہ خصوصی عدالت کے حکم کی مخالفت کرے۔

شق نمبر ۱۹- اس حکم میں:-

ا- ''عام سال'' سے مراد وہ ہو کہ جس میں کاویری کا پھیلاؤ 740 TMC تک بھرا ہوگا۔

ب- دریائے کاویری کے پانی کو کوئی بھی شخص یا ہستی کسی بھی صورت میں جس ریاست کے علاقہ میں استعمال کرے گا اس کو اسی کو اسی

ریاست کے استعمال میں شمار کیا جائے گا۔

ج۔ پانی کے سال کا مطلب 1 جون سے 31 مئی کے اختتام لیا جائے گا۔

د۔ آبپاشی کا مطلب 1 جون سے اگلے سال 31 جنوری تک کا لیا جائے گا۔

ح۔ دریائے کاویری کا مطلب، کاویری کا اصل بہاؤ، اس کی تمام آبی ریاستیں اور دوسرے ملنے والے تمام پانی کی رسدگاہیں جو کہ اس بلاواسطہ یا بلواسطہ ملیں لیا جائے گا۔

و۔ TMC کا مطلب ایک ہزار ملین مکعب فٹ پانی لیا جائے گا۔

شق نمبر۲۰۔ اس میں کسی قسم کا ردوبدل، اصلاح، صورت میں تبدیلی تمام یا کسی بھی شق کو جو فریقین کے درمیان معاہدہ میں ہے کو تبدیلی سے بچایا جائے گا۔

شق نمبر۲۱۔ کیرالہ، کرناٹکا، تامل ناڈو اور متحدہ پونڈی چری کے علاقوں کی مرکزی حکومتیں خصوصی عدالت کا خرچ بحصہ 15:40:40:5 برداشت کریں گی جبکہ یہ فریقین خصوصی عدالت کے سامنے اپنے خرچ خود اٹھائیں گے۔

Sd/-	Sd/-	Sd/-
سدھیر نارائن	این ایس راؤ جے	این پی سنگھ جے
ممبر	ممبر	ممبر

نیو دہلی

5 فروری 2007

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
رجسٹرڈ آفس: 172-M، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور، پاکستان
ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org